بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں: کہ میں اور میرا ساتھی محکمہ B,C (بلوچستان کانسٹیبلری) میں ملازم ہیں، یہاں محکمے میں اکثر رشوت اور سفارش چلتا رہتا ہے آفسران بالا اپنے ماتحت ملازمین سے مختلف طریقوں سے رشوت لیتے ہیں، بعض مواقع پر اگر ان کو رشوت نہ دی جائے تو ملازمت خطرے میں پڑ جاتی ہے، اس میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کھاتے پر ملازمین کو چھوڑ دیتے ہیں، یعنی بالا آفسر بعض ملازمین سے ماہانہ (12000) ہزار سے (17000) ہزار روپے تک رشوت لیکر ان کو چھٹی دیتے ہیں، وہ ملازمین گھر پہ مہینہ گزار کر پورا تنخواہ وصول کرتے ہیں اور ڈیوٹی کچھ بھی نہیں کرتے ہیں، ان کی ڈیوٹی کا بوجھ ان ملازمین پر ڈالا جاتا ہے جو کھاتے پر چھٹی نہیں لیتے ہیں۔

اور اس محکمے میں آفسران بالا اپنے ماتحتوں کو ناجائز کاموں کا حکم دیتے ہیں، مثلاً بے قصور لوگوں پکڑنا، ان سے رشوت لینا اور لوگوں کو بے جا تنگ کرنا وغیرہ، اگر کوئی ان کی بات نہ مانے تو بالا آفسر اس کی ملازمت ختم کرے گا، یا سخت جگہ ڈیوٹی لگائے گا، یا برے اخلاق سے پیش آئے گا یعنی بے عزت کریگا، ان سے بچنے کا طریقہ صرف رشوت دینا ہے، رشوت دے گا تو نقصان سے بچ جائے گا جبکہ شروع میں تمام ملازمین کو یہ قسم دی جاتی ہے کہ تمہیں صحیح ڈیوٹی اور ایمانداری سے اپنی ذمہ داری پوری کرنی ہوگی، اور اپنے بالا آفسر کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں درجہ ذیل امور کے بارے میں جواب مطلوب ہے۔

(1) شروع میں مجھے ان ناجائز امور (رشوت، ظلم، جھوٹ، خیانت وغیرہ) کا پتہ نہیں تھا، میں نے اس ملازمت کو اختیار کر لیا، اب میرے لیے کیا حکم ہے چھوڑنا یا برقرار رکھنا؟ جبکہ میں غریب آدمی ہوں، اس کے علاوہ میرے لیے کوئی روزگار میسر نہیں ہے اور اس کے چھوڑنے میں مجھے نقصان ہوگا۔

(2) میں کن مواقع پر رشوت دے سکتا ہوں، صرف دفع مضرت کیلئے یا جلب منفعت کیلئے بھی؟ مثلاً ملازمت کی ترقی کیلئے یا آسان جگہ ڈیوٹی لگوانے کیلئے رشوت دے سکتا ہوں؟

(3) بالا آفسر ناجائز کاموں کا حکم دیتے ہیں (مثلاً بے قصور لوگوں کو پکڑنا، یا ان سے رشوت لینا، یا کسی ملازم کی غیر حاضری کی جگہ رشوت کے بدلے حاضری لگانا، کسی ملازم کا تنخواہ بغیر جرم کے کاٹنا وغیرہ وغیرہ) ہمیں کس حد تک اس کی تابعداری کرنی چاہیے۔

(4) ہمیں دفع مضرت کیلئے کبھی بالا آفسر سے جھوٹ بولنا پڑتا ہے، کیا ایسی حالت میں ہم جھوٹ بول سکتے ہیں یا نہیں؟

ان امور میں شرعی حکم بتا کر ممنون فرمائیں، اس بارے میں ہم بہت پریشان ہے ہماری پریشانی کو دور فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کا حامی وناصر ہو۔

عبد الواسع (پولیس حوالدار)

قیمت خان (پولیس انچارج)

المستفتی: محمد اشرف عفی عنہ

مدرسہ تعلیم الاسلام زونکی رام روڈ کوئٹہ

موبائل نمبر: 03350898899

03178441152:

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۹۰/۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔اگر ناجائز امور کے ارتکاب سے بچتے ہوئے ملازمت جاری رکھنا ممکن ہو تو فی نفسہ محکمہ B,C(کانسٹیبلری) میں ملازمت جائز ہے، بلکہ اگر مظلوم لوگوں کی مدد اور ظالم کو ظلم سے روکنے کی نیت سے ہو تو کارِ ثواب ہے، لیکن اگر مذکورہ ناجائز امور سے بچنا ممکن نہ ہو تو آپ اپنے لئے کوئی بے روزگار آدمی کی طرح ایسی ملازمت تلاش کریں جو ناجائز امور سے خالی ہو، اور جب تک کوئی ایسی ملازمت نہ ملے اس وقت تک اسی ملازمت کو حتی الامکان ناجائز امور سے بچتے ہوئے اور دل سے ان امور کو برا سمجھتے ہوئے توبہ واستغفار کے ساتھ انجام دیتے رہیں۔ لیکن جونہی کوئی ان ناجائز امور سے خالی ملازمت بقدرِ ضرورت مل جائے تو فوراً اس ملازمت کو چھوڑ دیں۔

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (٨ / ٢٣)

وفي شرح الكافي ولا يجوز الإجارة على شيء من الغناء واللهو والنوح والمزامير والطبل ولا على الحداء وقراءة الشعر ولا غيره

الهداية في شرح بداية المبتدي – (٣ / ٢٣٨)

قال: "ولا يجوز الاستئجار على الغناء والنوح، وكذا سائر الملاهي"؛ لأنه استئجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد.

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (٤ / ١٨٩)

ومنها أن يكون العمل المستأجر له مقدور الاستيفاء من العامل بنفسه ولا يحتاج فيه إلى غيره وخرجت المسائل عليه والأول أقرب إلى الصناعة فافهم.

وعلى هذا يخرج الاستئجار على المعاصي أنه لا يصح لأنه استئجار على منفعة غير مقدورة الاستيفاء شرعا

(۲)۔۔۔اگر رشوت دینا ظلم اور ضرر سے بچنے کے لئے ہو تو اس کی گنجائش ہے، لیکن لینے والے کے لئے اس کا لینا پھر بھی جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔

سوال میں ذکر کردہ امور (ملازمت کی ترقی یا آسان جگہ ڈیوٹی لگوانے) کیلئے رشوت دینا جائز نہیں، البتہ اگر اس جگہ ملازمت کرنے سے ناجائز کاموں سے بچنا مشکل ہو اور آپ کا دین وایمان خطرے میں پڑ رہا ہو اور فی الحال آپ کے پاس کوئی اور آمدنی کا جائز ذریعہ بھی نہ ہو تو پھر اپنے دین کی حفاظت کی خاطر دوسری جگہ تبادلہ کیلئے رشوت دینے کی گنجائش ہے۔

سنن أبی داود–ن (۳/ ۳۲۶)

۳۵۸۲ – عن عبد الله بن عمرو قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي۔

فتح القدير لكمال بن الهمام – (ج ۱۶ / ص ۳۱۲)

ثم الرشوة أربعة أقسام .... الرابع ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه وماله حلال للدافع حرام على الآخذ۔

الدر المختار – (ج ۶ / ص ۴۲۳)

لا بأس بالرشوة إذا خاف على دينه والنبي عليه الصلاة والسلام كان يعطي الشعراء ولمن يخاف لسانه۔

قوله (إذا خاف على دينه) عبارة المجتبى لمن يخاف وفيه أيضا دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع۔

(۳)۔۔۔امام، حاکم، بالا آفسر وغیرہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارے میں شریعت کا یہ حکم ہے کہ یہ حضرات اگر جائز کاموں کا حکم دیں تو انکی اطاعت وفرمانبرداری واجب ہے، لیکن اگر یہ ناجائز کاموں کا حکم دیں تو انکی اطاعت واجب نہیں۔

سوال میں ذکر کردہ امور (بے قصور لوگوں کو پکڑنا، ان سے رشوت لینا، کسی ملازم کی غیر حاضری کی جگہ حاضری لگانا، کسی کی تنخواہ بغیر کسی جرم کے کاٹنا وغیرہ) سب ناجائز ہیں اس میں بالا آفسروں کی اطاعت وفرمانبرداری جائز نہیں۔

تفسير الألوسي – (٤ / ١٠٦)

ثم إن وجوب الطاعة لهم ما داموا على الحق فلا يجب طاعتهم فيما خالف الشرع ، فقد أخرج ابن أبي شيبة عن علي كرم الله تعالى وجهه قال : « قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا طاعة لبشر في معصية الله تعالى » ، وأخرج هو وأحمد والشيخان وأبو داود والنسائي عنه أيضاً كرم الله تعالى وجهه قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية............. فلما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكروا له ذلك فقال عليه الصلاة والسلام « لو دخلوها ما خرجوا منها <u>**إنما الطاعة في المعروف**</u> »

تكملة فتح الملهم(3/٣٢٣)

قوله:انما طاعة في المعروف،

و من هنا صرح الفقهاء بان طاعة الامام فيما ليس بمعصية واجبة(ثم قال)

ولكن هذه الطاعة كما انها مشروطة بكون امر الحاكم غير معصية،فانها مشروطة ايضا بكون الأمر صادرا عن مصلحة لا عن هوي او ظلم،لأن الحاكم لا يطاع لذاته.

واما المبدء الثانی:فهو انه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق،فلا يطاع الامير ولا امام ان امر بما هو معصية

(۴)۔۔۔واضح رہے کہ جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے،اس سے بچنا لازم ہے،تاہم سوال میں جو صورت ذکر کی گئی ہے اس میں بہتر یہ ہے کہ صریح جھوٹ نہ بولا جائے،بلکہ توریہ وتعریض(گول مول بات)کرکے نقصان سے بچ جائیں۔

صحيح البخاري-نسخة طوق النجاة - (١ / ٩)

حدثنا سعيد بن تليد قال أخبرني ابن وهب قال أخبرني جرير بن حازم عن أيوب عن محمد عن أبي هريرة قال قال النبي ? ح حدثنا سليمان عن حماد بن زيد عن أيوب عن محمد عن أبي هريرة قال قال النبي ? لم يكذب إبراهيم إلا ثلاث كذبات بينما إبراهيم مر بجبار ومعه سارة فذكر الحديث فأعطاها هاجر قالت كف الله يد الكافر وأخدمني آجر قال أبو هريرة فتلك أمكم يا بني ماء السماء

قال فی التفسير المظهري - (٦ / ٢٠٥)تحت هذا الحديث:

وانما سماها رسول الله صلى الله عليه وسلم كذبات مجاز التسمية للمعاريض كذبا لما شابهت صورتها صورته كما قال الله تعالى وجزاء سيئة سيئة مثلها الا ترى ان قول ابراهيم فانك أختي في الإسلام صريح في ان قول ابراهيم كان من المعاريض لاباراده الكذب حاشاه على ذلك وانما أضاف ابراهيم السؤال الى سائرهم مع انه كان عرض بالكبير نفسه لاشتراك سائرهم في الحضور.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (٦ / ٤٢٧)

واعلم أن الكذب قد يباح وقد يجب والضابط فيه كما في تبيين المحارم وغيره عن الإحياء أن كل مقصود محمود يمكن التوصل إليه بالصدق والكذب جميعا، فالكذب فيه حرام، وإن أمكن التوصل إليه بالكذب وحده فمباح إن أبيح تحصيل ذلك المقصود، وواجب إن وجب تحصيله كما لو رأى معصوما

اختفى من ظالم يريد قتله أو إيذاءه فالكذب هنا واجب.........وإن تعلق بنفسه استحب أن لا يكذب وإن تعلق بغيره لم تجز المسامحة لحق غيره والحزم تركه حيث أبيح.............. واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح

بندہ عبدالرؤف سکھروی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۹/شعبان/۱۴۳۹ھ

۲۶/اپریل/۲۰۱۸ء

محمد اویس

محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ لہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۹/شعبان/۱۴۳۹ھ

۲۶/اپریل/۲۰۱۸ء

الجواب صحیح

۹/۸/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۹/۸/۱۴۳۹ھ

مفتی

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۱۹۷۵/۸